نقد و نظر

تذکرہ اکابرِ اہلِ سنت

مرتب : محمد عبدالحکیم شرف قادری

صفحات : ۵۹۲ قیمت : ۳۰/ روپیہ

ملنے کا پتہ : مکتبہ قادریہ - جامعہ نظامیہ رضویہ ، اندرون لوہاری گیٹ لاہور -

یہ کتاب یعنی "تذکرہ اکابر اہل سنت" حال ہی میں شائع ہوئی ہے جو اہلِ سنت (بریلوی حضرات) کے ان علما کے حالات پر مشتمل ہے جن کا انتقال پاکستان میں ہوا۔

زیر تبصرہ کتاب کا تعارف علامہ غلام رسول سعیدی صاحب نے لکھا ہے۔ انھوں نے مؤلف کا تعارف زیادہ کرایا ہے اور تالیف کا کم - مؤلف نے بڑی محنت اور عرق ریزی سے کتاب مرتب کی ہے اور اپنے فرقہ کے رہنماؤں کے تعارف کی ایک اچھی کوشش کی ہے مگر بہت افسوس ہوتا ہے جب اس میں بعض غیر ذمہ دار باتیں نظر آتی ہیں۔ مثلاً ص ۲۱ پر لکھا ہے کہ شیعہ اور سنی دو الگ دین ہیں۔ اس کے علاوہ انہی صفحات میں دیوبندی ، بریلوی اور وہابی عقائد رکھنے والوں کے اختلافات کو بلا جواز اور بے محل زیر بحث لایا گیا ہے۔ کاش ملک کے حالات کے پیشِ نظر اس سے پرہیز کیا جاتا۔ اور منفی اندازِ بیان کی بجائے مثبت طور پر اکابر کے حالات پیش کیے جاتے۔ اسی سلسلے میں آگے چل کر لکھا ہے کہ غیر مقلد اہل حدیثوں نے شاہ ولی اللہ کے نام پر کتابیں شائع کی ہیں جو دراصل شاہ صاحب کی تصنیف نہیں ہیں۔ کیا ہی اچھا ہوتا۔ اگر مصنف ان کتابوں کے نام لکھ دیتے اور ساتھ ہی ان تاریخی ماخذوں کا حوالہ بھی دے دیتے جن کے مطالعہ کے بعد انھوں نے اپنی درج بالا رائے کا اظہار کیا ہے۔

کتاب میں سب سے پہلے مولانا محمد ابراہیم علی چشتی کا ذکر ہے جو ایک نامور وکیل مولوی [illegible]

بیٹے تھے۔ ڈاکٹر عبدالسلام خورشید (م۔ش) کے قلم سے چشتی صاحب کی زندگی کے بعض واقعات درج کیے گئے ہیں۔ انھوں نے ہٹلر کی خود نوشت سوانح عمری کا اردو میں "میری جدوجہد" کے نام سے ترجمہ کیا ہے، اس کے علاوہ انھوں نے اسلامی دستور پر بزبانِ انگریزی ایک کتاب لکھی۔ سید امین الحسنات آف مانکی کے تذکرہ میں قیامِ پاکستان میں بریلوی علما کے کردار کا ذکر تفصیل سے کیا ہے۔ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کا ذکر تشنہ ہے۔ پیر صاحب جیسی صاحبِ علم و فضل شخصیت کے تعارف کے لیے بہت زیادہ مواد مل سکتا تھا۔ یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں ہے کہ ان کی علمی وجاہت کو علامہ انور شاہ کشمیریؒ جیسے جیّد عالم اور یکتائے زمانہ صاحبِ علم نے خراجِ تحسین پیش کیا تھا۔

مولانا ابوالحسنات قادری کا تذکرہ کسی قدرے مفصل ہے۔ مولانا نے جہادِ کشمیر کے ایام میں نمایاں خدمات سرانجام دیں۔ ۱۹۵۲ء کی تحریکِ ختمِ نبوت میں آپ کو تمام فرقوں کے نمائندہ علمائے مجلسِ عمل کا صدر منتخب کیا اور آپ کی قیادت میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دلانے کے لیے ملک گیر تحریک شروع کی۔ تمام مسلمان فرقوں شیعہ، سنی، اہلِ حدیث اور دیوبندی حضرات نے جس ایثار، قربانی اور اخوت و مروت کا مظاہرہ کیا۔ افسوس ہے، اس واقعہ کا ذکر تفصیل سے نہیں کیا گیا حالاں کہ یہ ذکر مفصل ہونا چاہیے تھا، تاکہ ملک اور قوم کے خلاف کسی بھی سازش کے وقت لوگ اسی ولولہ اور جوش و خروش سے معمور رہیں۔

سب سے آخر میں مولانا ضیاء القادری کا ذکر ہے۔ آپ شگفتہ مزاج اور انکسار پسند انسان تھے، اچھے شاعر بھی تھے۔ شکیل بدایونی، محشر بدایونی، طالب انصاری، ماہر القادری، مضطر صابری اور تابش قصوری آپ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ کتاب میں لائل پور کے مولانا محمد عبدالقادرؒ کا ذکر پڑھتے ہوئے ہمیں معلوم ہوا کہ موصوف کو ایک شقی القلب شخص نے بعض اختلافات کی بنا پر بڑی بربریت سے قتل کر دیا تھا۔ مولانا عبدالقادر صاحب اس وقت نماز پڑھانے جا رہے تھے۔ اس سفاکانہ قتل کی جتنی بھی مذمت کی جائے کم ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ قاتل کے پشت پناہ لوگوں کے چہرے بے نقاب ہونے چاہییں۔ اس کے ساتھ مؤلف سے ہمدی گزارش ہے کہ گمراہ کے ہاتھوں قتل ہونے والے مولانا عبدالقادر صاحب کو شہید کا رتبہ [illegible]